THE SCHOLAR
Islamic Academic Research Journal
ISSN: 2413-7480(Print) 2617-4308 (Online)
DOI:10.29370/siarj
Journal home page: http://siarj.com

عورت کا حقِ حضانت (اسلامی تعلیمات کی روشنی میں)

WOMENE'S RIGHT TO FOSTERING IN THE LIGHT ISLAM

1. **Zahida Perveen**

Professor, Government Viqar un Nisa Post Graduate college for women Rawalpindi

Email : ztvnrwp@gmail.com

ORCID ID:

https://orcid.org/0000-0002-4852-5602

2. **Naseem Akhatar**

Assistant Professor, Shaheed Benazir Bhutto Women University, Peshwar. Pakistan.

Email: khtr_nsm@yahoo.com

ORCID ID:

https://orcid.org/0000-0002-7077-6993

To cite this article:
Perveen, Zahida, and Naseem Akhatar. "URDU-WOMEN'S RIGHT TO FOSTERING IN THE LIGHT ISLAM." The Scholar-Islamic Academic Research Journal 5, No. 1 (April 25, 2019): 69–93

To link to this article: https://doi.org/10.29370/siarj/issue8ar5

Journal	The Scholar Islamic Academic Research Journal Vol. 5, No. 1 || January -June 2019 || P. 69-93
Publisher	Research Gateway Society
DOI:	10.29370/siarj/issue8ar1
URL:	https://doi.org/10.29370/siarj/issue8ar5
License:	Copyright c 2017 NC-SA 4.0
Journal homepage	www.siarj.com
Published online:	2019-02-28

CC BY NC SA

Open Access

عورت کا حقِ حضانت (اسلامی تعلیمات کی روشنی میں)

WOMENE’S RIGHT TO FOSTERING IN THE LIGHT ISLAM

Zahida Perveen, Naseem Akhatar

ABSTRACT:

Marriage is a relationship whereby husband and wife receive spouses and afflictions, there is support for the wife and children, the woman nourishes the children with mental acuity, the child educates with peace and security. They engage in training, the husband professionally engages himself in the care of the family and is free from domestic responsibilities; if for some reason this relationship breaks down, the woman is most likely to suffer. Becomes a burden to one's own life and children cannot travel the uneven paths of life without the affection of a mother; the children feel the comfort of the mother's lap, the bed of gold is not comfortable to them. May be; therefore, if the relationship breaks down and divorce is resolved, the family is scattered and mothers and children become helpless To tackle such issues, the Shari'ah has a complete system of care and support and special exemptions are given to women and young children. According to Islamic law, it is clear that the parents raise the children together and it is also known that the mother has the right to raise the children when the spouses are separated, but how long the mother has this right. The mother has the more right to custody of her child whether boy or girl, so long as she does not re-marry. Welfare of the minor should be considered in every situation. This paper well Analyses these issues .

Keywords: Custody, exemptions, Welfare, Obligations Re-Marry, Fostering

کلیدی الفاظ: زیر کفالت، استثنی، فلاح وبہبود، واجبات، نکاح ثانی، حضانت

تعارف:

خاندانی نظام میں بچوں کی پیدائش پرورش، تعلیم وتربیت سب شامل ہیں اسلام مکمل ضابطہ حیات ہے، اس نے بچوں کی پیدائش سے پہلے ہی انکے حقوق متعین کردیے یورپی معاشرے میں تو بچہ والدین کی علیحدگی کی صورت میں کبھی ایک

طرف تو کبھی دوسری طرف جاتا ہے جس سے اس کی شخصیت خراب ہو جاتی ہے لیکن اسلام نے دیگر معاملات کی طرح اس پر بھی تفصیلی روشنی ڈالی ہے بچوں کو معاشرے کا مفید شہری بنانے کے لئے ضروری ہے کہ ماں اور باپ دونوں ملکر اسکی پرورش کریں تاکہ ان کی شخصیت میں نکھار پیدا ہو اور دونوں کی سربراہی میں پروان چڑھ کر ملک و قوم کے لئے مثبت کام کر سکیں کیونکہ بچے کو ماں کی گود کی نرمی اور باپ کی سختی ایک حوصلہ مند انسان بناتی ہے جب ان دونوں میں علیحدگی ہو جاتی ہے تو مسئلہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ بچے کدھر جائیں اسلام اس مسئلہ کو تشنہ نہیں چھوڑتا اس کے بارے میں مکمل رہنمائی فراہم کرتا ہے، ان کو بے یار و مددگار نہیں چھوڑتا علیحدگی کے بعد سب سے زیادہ متاثر بچے ہوتے ہیں اسکی شخصیت کی تکمیل اس طرح نہیں ہو سکتی جس طرح اکٹھے رہتے ہوئے ہوتی ہے، جدائی کے بعد عورت کو بچے کی پرورش کے لئے حق حضانت دیا گیا ہے جب تک وہ دوسری شادی نہیں کرتی عورت کی دوسری شادی کے بعد نانی کا حق ہو گا اور بچے کو باپ سے ملنے سے نہ روکا جائے۔

حضانت کے لغوی واصطلاحی معنی:

حضانت کے لغوی معنی پرورش کرنا ہے "حضن الطائر بیضه "جب پرندہ انڈوں کے اوپر بیٹھ کر گرم کرے، حضنت المراۃ ولدھا۔ عورت نے بچہ گود میں لیا۔ ''احتضن'' اس نے اسے گود لیا یا زیر تربیت لیا۔ مصدر حضانۃ ہے۔[1] حاضنة الصبی التی تقوم علیه فی تربیته[2] فقہاء نے اس کی تعریف کی ہے کہ یہ بچے یا بچی اس ناسمجھ کی حفاظت کی ذمہ داری سے عبارت ہے جو سمجھ نہ رکھتا ہو اور نہ اپنا معاملہ خود کر سکے۔ جو چیز اس کو فائدہ دے اس کا اہتمام، جو چیز اسے ایذاء اور ضرر دے اس سے اسے بچانا اور اس کی جسمانی، روحانی اور عقلی تربیت ہے تاکہ وہ زندگی کے بوجھ کو اٹھانے اور اس کی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کی صلاحیت پالے۔ حضانۃ صغیر یا صغیرہ کے لیے لازم ہے کیونکہ اس میں غفلت بچے کو تباہی اور ضیاع کے سپرد کر دے گی۔[3]

---

[1] Ali bin Hassan , Āl Mūnjīḍ, Alim al kutab P: 931 (1988)
[2] Al-Sahih, 4 p.m.: 5/225 (Jawahiri, 1976)
[3] Fīqḥ-ūṣ Ṣūnnāḥ v: 2 P: 882

شرعی اصطلاح میں:

اس کے معنی ہیں جو اپنے کام خود نہ کر سکے اسکی پرورش کرنا اور تربیت کرنا اسکو نقصان دہ چیزوں سے بچانا اور اسکے آرام کا خیال رکھنا وغیرہ۔[4]

بچوں کی حضانت ایک شرعی حق ہے جو ان لوگوں کو دیا جاتا ہے جو اس بچے کے ساتھ خلوص دل سے محبت کرتے ہیں کیونکہ وہ بچہ اس وقت دوسروں کی مدد کا محتاج ہے کھانے پینے اور سونے جاگنے صفائی کرنے میں ہر وقت اسکو کسی کی مدد کی ضرورت پیش آتی ہے۔

حق حضانت میں عورت کو مرد پر ترجیح، قرآن وسنت کی روشنی میں:

حق حضانت میں عورت کو مرد پر ہی ترجیح اس لئے دی جاتی ہے کیوں کہ قدرتی طور پر عورت نرم مزاج شفقت اور محبت کرنے والی ہوتی ہے وہ بچے کو زیادہ وقت بھی دے سکتی ہے، مرد گھر سے باہر ملازمت میں مصروف ہوتا ہے، تو گھر اور بچوں کو اس طرح ٹائم نہیں دے سکتا جس طرح ایک عورت دے سکتی ہے ماں کے حق حضانت کے بارے میں حکم ربانی ہے:

وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلاَدَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَن يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ وَعلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ لاَ تُكَلَّفُ نَفْسٌ إِلاَّ وُسْعَهَا لاَ تُضَآرَّ وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا وَلاَ مَوْلُودٌ لَّهُ بِوَلَدِهِ وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذَلِكَ فَإِنْ أَرَادَا فِصَالاً عَن تَرَاضٍ مِّنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلاَ جُنَاحَ عَلَيْهِمَا وَإِنْ أَرَدتُّمْ أَن تَسْتَرْضِعُواْ أَوْلاَدَكُمْ فَلاَ جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِذَا سَلَّمْتُم مَّآ آتَيْتُم بِالْمَعْرُوفِ وَاتَّقُواْ اللّهَ وَاعْلَمُواْ أَنَّ اللّهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ[5]

جب بچہ چھوٹا ہوتا ہے تو پرورش کا حق ماں کو حاصل ہے مذید حکم ربانی ہے:

---

[4] Ābūr reḥmān āl Jāẓeri̇̄ ki̇̄ṭāb ūl Fi̇̄qāḥ, Mākṭb ā Māṭboāḥ lahore V:4 P 495

[5] *AL-Quran (2): 233*

"وَإِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَاء فَبَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَلاَ تَعْضُلُوهُنَّ أَن يَنكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ إِذَا تَرَاضَوْاْ بَيْنَهُم بِالْمَعْرُوفِ ذَلِكَ يُوعَظُ بِهِ مَن كَانَ مِنكُمْ يُؤْمِنُ بِاللّهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ ذَلِكُمْ أَزْكَى لَكُمْ وَأَطْهَرُ وَاللّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لاَ تَعْلَمُونَ"[6]

اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ عورتوں کو دوسری شادی کرنے سے نہ روکا جائے کیونکہ ہر انسان آزاد ہے اور وہ اپنی آزادنہ مرضی سے جس شخص سے چاہیں نکاح کر سکتی ہیں اس میں عورت کا والد یا بھائی مداخلت نہیں کریں گے احادیث نبویہ میں بھی حق حضانت میں عورتوں کو ترجیح بنیادوں پر حق حاصل ہے، جیسا کہ ارشاد نبوی ہے:

ان امرأة قالت: یا رسول الله، ان ابنی هذا کان بطنی له وعاء وثدیي له سقاء وحجری له حواء وان اباه طلقنی واراد ینتزعه منی فقال لها رسول الله صلی الله علیه وسلم ''انت احق به مالم تنکحی۔[7]

حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ام عاصم کو طلاق دے دی، اُم عاصم کی گود میں بچہ تھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے اور عاصم بچے کو لینا چاہا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ام عاصم دونوں نے اس بچہ کو اپنی جانب کھینچا، وہ بچہ رونے لگا، یہ دونوں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس (فیصلہ کے لیے) چلے گئے، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: عمر! اس کی ماں کا ہاتھ پھیرنا، گود اور خوشبو بھی بچے کے لیے تیرے سے بہتر ہے۔ یہاں تک کہ بچہ بڑا ہو جائے اور اپنے لیے کچھ اختیار کر سکے۔[8]

"ابو میمونہ سے مروی ہے، انہوں نے کہا کہ ہم ابوہریرہؓ کے پاس تھے پس ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ کے پاس آئی اور عرض کیا کہ میرا باپ اور ماں آپ پر قربان ہوں میرا شوہر چاہتا ہے کہ میرے بیٹے کو لے جائے

---

[6] *AL-Quran (2): 232*

7Abū Dā'ūd, Sulaymān ibn al-Ash'ath, Sunan Abu Dā'ūd Majlis-e- ilmi Dar-AL-Dawah V:1 P. 317

8 Ībn Ābī Ṣḥāybāḥ ,v:2 p.52

اور وہ مجھے نفع دیتا ہے اور ابی عنبہ کے کنوئیں سے پانی پلاتا ہے۔ پس اس کا شوہر آیا اور کہاں کون جھگڑا کرتا ہے مجھ سے میرے بیٹے کے بارے میں؟ پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اے لڑکے! یہ تیرا باپ ہے اور یہ تیری ماں ہے پس جس کا ہاتھ چاہے تھام لے۔ لڑکے نے ماں کا ہاتھ تھام لیا اور وہ عورت اس لڑکے کو لے کر چلی گئی۔''[9]

"عبدالرحمن بن ابی الزناد اپنے باپ سے اور وہ فقہائے مدینہ سے روایت کرتے ہیں۔ ''حضرت ابو بکرؓ'' نے عمر بن الخطاب کے بیٹے عاصم کا فیصلہ اس کی نانی کے حق میں دیا۔(ان کی حضانت کے بارے میں) یہاں تک کہ وہ بالغ ہو گیا۔اور ام عاصم اس وقت دوسرے شخص کے نکاح میں تھی۔''[10]

مسروقؒ سے روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے ام عاصم کو طلاق دی۔ وہ(عاصم) اپنی نانی کی زیر پرورش تھا۔ پس اس نانی نے ابو بکر کی خدمت میں تنازعہ پیش کیا۔ حضرت ابو بکرؓ نے فیصلہ کیا کہ لڑکا اپنی نانی کے پاس رہے گا۔اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو نفقہ دینا ہو گا اور فرمایا کہ یہ (نانی) اس لڑکے کی (پرورش کی) زیادہ حقدار ہے۔''[11]

ایک اور روایت میں ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے لڑکے کی ماں کے حق میں فیصلہ دیا پھر فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا والدہ کو اس کے بیٹے سے جدا نہ کرو۔''[12]

نبی پاک نے فرمایا:

قرآن وسنت سے اس چیز کی وضاحت ہوتی ہے کہ حق حضانت میں خواتین کو مردوں پر ترجیح دی گئی ہے لیکن بچے کا ولی اور سرپرست ہونے کا حق مردوں کو ہی حاصل ہے۔

---

[9] Āl-Bāyḥāqī, bū Bākr Āḥmāḍ ībn Ḥūṣāyn Ībn 'Ālī ībn Mūṣā Ṣūnān āl Kūbrā Ḍārūl Kūṭūb Beirūṭ v.9, p.205 ، p:32/8

[10] Āl-Bāyḥāqī, bū Bākr Āḥmāḍ ībn Ḥūṣāyn Ībn 'Ālī ībn Mūṣā Ṣūnān āl-Kūbrā Ḍārūl Kūṭūb Beirūṭ V:5, P 8

[11] Āl-Bāyḥāqī

[12] Āl-Bāyḥāqī

حق حضانت فقہاء اکرام کے اقوال کی روشنی میں:

امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک جب لڑکا خود کھانے پینے، لباس پہننے اور استنجا کرنے لگے تو اس کی پرورش کا حق ماں سے باپ کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔ لڑکے کی اس حالت کو پہنچنے کی عمر کا اندازہ علامہ خصاف نے سات آٹھ سال بیان کیا ہے۔ البتہ ماں کو لڑکی کی پرورش کا حق اس کے بالغ ہونے تک ہے۔ یہی قول امام ابو یوسف کا ہے۔ امام محمد کے نزدیک جب لڑکی میں نفسانی خواہش ظاہر ہو تو اس وقت تک ماں کو پرورش کا حق حاصل ہے۔ متاخرین احناف نے امام محمد کے قول کو پسند کیا ہے۔[13]

امام مالک کے نزدیک ماں کو لڑکے کی پرورش کا حق اس وقت تک ہے جب تک وہ لڑکا واضح طور پر بات چیت کر سکے اور لڑکی کا شادی ہونے تک۔ امام شافعیؒ و امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک لڑکے اور لڑکی کی پرورش کا حق دونوں کی سات سال عمر ہونے تک ماں کو حاصل ہے۔ اس کے بعد بچے کو اختیار دیا جائے گا کہ وہ ماں اور باپ میں سے جس کو چاہے پسند کرے اس کے سپرد کر دیا جائے۔"[14] امام ابن قدامہ لکھتے ہیں

> الام احق بکفالة الطفل والمعتوه اذا طلقت ولانها اقرب الیه واشفق علیه ولا یشارکها فی القرب الا ابوه ولیس له مثل شفقتها ولا یتولی الحضانة بنفسه وانما یدفعه لی مراته وامه اولی به من امر ابیه[15]

بچے اور عدیم العقل کی پرورش کی ماں زیادہ حقدار ہے جبکہ اسے طلاق دے دی گئی ہو کیونکہ ماں بچے سے زیادہ قریب اور زیادہ شفقت رکھنے والی ماں ہوا کرتی ہے۔ اس قرب و شفقت میں باپ کے علاوہ اس کے ساتھ کوئی دوسرا شریک نہیں ہو سکتا اور حقیقت تو یہ ہے کہ باپ بھی ماں جیسی شفقت نہیں رکھتا اور نانی دادی کی نسبت سے اولیٰ ہو گی نیز لکھتے ہیں۔

---

[13] Ābḍūr Rāḥmān Bīn Ṣḥākḥ Moḥāmmāḍ Āl Ṣḥākḥ Ẓāḍā Mājmāūl Ānḥār Fī Ṣḥārāḥ Mūlṭāqīyūl Ābḥār Ḍārūl Ṭābāḥ Āām v.1 P.184

[14] Mūwāffīq āl-Ḍīn Ībn-Āl-Qūḍāmā , Āl Mūghnī, Mūwāffīq āl-Ḍīn Ībn-Āl-Qūḍāmā Māktābāḥ āl-Qāḥīrāḥ,V. 7 P. 416

[15] Mūwāffīq āl-Ḍīn Ībn-Āl-Qūḍāmā , Āl Mūghnī, Mūwāffīq āl-Ḍīn Ībn-Āl Qūḍāmā Māktābāḥ āl-Qāḥīrāḥ V.7 P. 316

"والحضانة انما تثبت لحظ الولد فلا تشرع علی وجه یکون فیه هلاکه وهلاك دینه "[16]

اور حضانت بچے کی بہبودی و فلاح کے پیش نظر مقرر کی گئی ہے۔ لہٰذا کسی ایسے طریقے پر درست نہ ہوگی جس سے بچے کی ذات اور دین کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو۔ امام ابن ہمام لکھتے ہیں "ولان الام اشفق واقدر علی الحضانۃ فکان الدفع الیھا انظر والیہ اشار الصدیق رضی اللہ عنہ بقولہ، ریقھا خیر من شھد وعسل عندک یا عمر رضی اللہ عنہ اس لیے کہ ماں بچے کے حق میں انتہا سے زیادہ شفیق ہوتی ہے اور نگرانی و حفاظت پر مرد کی نسبت زیادہ قدرت رکھتی ہے۔ اسی شفقت کی طرف حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے اس قول میں اشارہ فرمایا ہے اے عمر! بچے کی ماں کا لعاب دہن بچے کے حق میں تمہارے شہد سے بھی زیادہ شیریں ہوگا۔ اس کی تشریح میں لکھتے ہیں۔

وانما کانت اشفق علیه لانه کان جزاها حقیقه، حتی قد یقرض بالمقراض واقدر علی الحضانة لتبتلها بمصالحا والرجل اقدر علی الاکتساب ولذا جعلت نفقته علیه"[17]

یعنی ماں باپ کی نسبت اس لیے زیادہ شفیق ہوتی ہے کہ حقیقت میں بچہ ماں کے جسم کا ایک حصہ ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ بعض اوقات بچے کو قینچی کے ذریعے کاٹ کر ماں سے جدا کیا جاتا ہے۔ اور عورت اسی پرورش میں مشغول ہونے کی وجہ سے حضانت پر زیادہ قدرت رکھتی ہے۔ بخلاف مرد کے کہ وہ مال حاصل کرنے پر زیادہ قدرت رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عورت کا نفقہ اس پر لازم کیا گیا ہے۔

عورت کو حق حضانت میں برتری کی وجہ:

بقول امام شافعی

فلما کان لا یعقل کانت الام اولی به علی ان ذلك حق للولد لا للابوین لان الام احسنی علیه وارق من الاب[18]

[16] Āl Mūghṇī, V.7 P. 316

[17] Kāmālūḍḍīn Mūḥāmmāḍ Bīn Ābḍūl Wāḥīḍ , Fāṭḥ ūl Qāḍeer, Ḍār ūl Fīkār v.3 P. 413

[18] Āl Ūmm,v. 8 P.532

پس جب کہ بچہ نا سمجھ ہو تو ماں اس کی پرورش کی زیادہ حقدار ہے کیونکہ یہ حق بچے کا ہے نہ کہ والدین کی محبت والفت و شفقت کے درجات کا جس کا اندازہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حسب ذیل احادیث سے بھی ہوتا ہے۔

عن عائشه رضی الله عنها قالت جاء اعرابی الی النبی صلی الله علیه وسلیم فقال اتقبلون الصبیان فما تتقبلهم، فقال النبی صلی الله علیه وسلم واوا ملك لك ان نزع الله من قلبك الرحمة[19]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک دیہاتی عرب حاضر ہو کر کہنے لگا آپ لوگ بچوں کو بوسہ دیتے ہیں۔ ہم تو ایسا نہیں کرتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب اللہ نے تیرے دل سے رحم کو نکال دیا ہے تو اس میں میں کیا کر سکتا ہوں۔

وقالت جائتنی امراة ومعها ابنتان لها تسالنی فلم اجد عندی غیر تمرة واحدة فاعطیتها ایها فقسمها بین انبتها ولم تاکل[20]

''مذکورہ بالا دونوں روایات سے ماں اور باپ کی شفقت و محبت کا اندازہ کرنا اور اس سے پرورش کے حق میں ماں کا مقدم ہونا واضح ہو جاتا ہے۔ الا یہ کہ ایسے عوارض پیش آ جائیں۔ جن کی بناء پر بچے کے حق میں ماں کی اس محبت و شفقت کے معدوم ہو جانے کا ظن غالب پیدا ہو جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد ''انت احق بہ مالم تنکحی'' اس وقت تک تو بچے کی زیادہ مستحق ہے جس وقت تک دوسرا نکاح نہ کرے، اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ دوسرا نکاح کرنے کے بعد عورت کو چونکہ دوسرے شوہر سے ازدواجی تعلق پیدا ہونے کی بنا پر اس کی اولاد سے شفقت و محبت کا لگاؤ پیدا ہو جائے گا۔ اور ساتھ ہی شوہر ثانی کے حقوق کی ادائیگی میں مصروف رہنا ہو گا اس لئے اپنے اوّل شوہر کے بچے کی پرورش کا حق ادا نہ کر

---

[19] Bukhārī, Abū ʻAbd Allāh Muḥammad ibn Ismāʻīl ibn Ibrāhīm Ṣaḥīḥ al- Bukharī kitab ul Adab, Maktabah al-Qahirah.8995
[20] Bukhārī, i,4995

سکے گی۔اسی طرح فقہاء نے ماں کے فاسقہ یا غیر مامونہ ہونے کی صورت میں بھی حقِ حضانت کو ساقط تصور کیا ہے۔"[21]

اس کی وجہ یہ ہے کہ ممکن ہے اجنبی شخص بچے کو ناپسند کرے پس ماں کو اس کی نگہبانی اور شفقت میں دقت محسوس ہو یہ بات بچے کے لیے اذیت ہو گی لیکن اگر ماں کی شادی بچے کے کسی محرم سے ہو جیسے چچا پھر ماں کا حق حضانت ساقط نہیں ہو گا کیونکہ یہ عرف وعادت ہے کہ چچا بچے سے پیار کرے گا۔جمہور فقہاء نے محض عقد کی بنا پر ماں کے حق حضانت کو ساقط تصور کیا ہے جبکہ امام مالک نے محض عقد کو ماں کے حق حضانت کے سقوط کے لیے کافی قرار نہیں دیا بلکہ تعلق قائم ہونے کی شرط عائد کی ہے۔"[22] یہ تمام شروط بچے کی رعایت وحمایت،اس کی خوشی،امن اور حفاظت کے لیے عائد کی گئی ہیں۔

پرورش کے لئے ماں کی اہلیت کی شرائط:

1۔اس کا ذہن ٹھیک ہو اور وہ بچے کی پرورش کر سکے۔
2۔وہ کسی کی غلامی میں نہ ہو یعنی آزادی شرط ہے۔
3۔بامذہب ہو دین پر عمل کرنے والی ہو
4۔پاک دامن ہو دیانت دار ہو،
5۔کسی دوسرے مرد کے نکاح میں نہ ہو۔

اگر ان شرائط میں ایک شرط بھی موجود نہ ہو تو عورت کا حق حضانت مفقود ہو جائے گا۔

تجدید نکاح کے بعد بھی عورت حق حضانت کی اہل ہے:؟

عورت کے نکاح ثانی (اجنبی شخص) کی صورت میں ماں کا حقِ حضانت برقرار رہے گا اگر بچے کی مصلحت اس میں ہو۔علامہ ابن عابدین سے سوال کیا گیا کہ اگر عورت اجنبی مرد سے نکاح کر لیتی ہے اور اس کا شوہر بچے پر

---

[21] Ṭānẓeel-ūr Reḥmān, Mājmūā Qāwāneen e Īṣlām Īḍārāḥ ṭāḥqīqāṭ īṣlāmī v. 3 P.688

[22] Ībn 'Ābīḍīn , Rāḍḍ āl-Mūḥṭār 'ālā āl-Ḍūrr āl-Mūkḥṭār, Ḍār ū lfīkār Beirūṭ:2/932

شفقت کرے تو کیاماں بچے کو اپنے ساتھ رکھ سکتی ہے۔ یا حقِ حضانت باپ کی طرف منتقل ہو جائے گا۔ ماں اپنے بچے کا حق پرورش و نگہبانی بہتر ادا کرے گی۔ اسے ظلم سے بچا کر رکھے گی بہ نسبت باپ کی بیوی (سوتیلی ماں) کے جو ہر لمحہ اس کی موت کی طلبگار ہو گی۔ کیا قاضی مصلحت کے تحت بچے کو ماں کی سپردگی میں دے سکتا ہے؟

علامہ ابن عابدین جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں

''فینبغی للمفتی ان یراعی الاصلح للولد''

اگر عورت کا شوہر بچے پر خرچ کی اور شفقت کی صلاحیت رکھتا ہے تو ماں سے بچہ نہ چھینا جائے۔ کیونکہ حق حضانت کے سقوط یا عدم سقوط کا دارومدار بچے کی مصلحت پر ہے۔ اگر وہاں وہ محفوظ و مامون نہ ہو تو اسے اجنبی خاندان کے حوالے نہ کیا جائے۔''[23] ابن عابدین کی یہ رائے فقہائے اربعہ کی رائے کے خلاف ہے''[24]

شوہر کی رضامندی کی بنا پر حق حضانت کے عدمِ سقوط کی تائید نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فیصلے سے بھی ہوتی ہے جو حضرت حمزہ کے بیٹے کے بارے میں آپ نے فرمایا کیونکہ جعفر بن ابی طالب جو اس کے خالہ کے شوہر تھے انہیں اپنے ساتھ رکھنے پر کوئی اعتراض نہ تھا۔[25]

لہٰذا قاضی کو ''صغیر کی مصلحت'' کو مدِ نظر رکھتے ہوئے فیصلہ کرنا چاہئے متحدہ عرب امارات میں یہی قانون اپنایا گیا ہے قانون الاحوال الشخصیۃ متحدہ عرب امارات کی شق نمبر ۱۱۲ میں لکھا ہے۔ ''زواج الحاضنة بغير محرم للصغير لايسقط حقها في الحضانة وللقاضي ان يمنعها من الحضانة اذا رای استمرارها منا فيا لمصلحة الصغير''[26] جسٹس تنزیل الرحمن بھی اسی رائے کو بہتر قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔ ''تمام احادیث و آثار سے ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ حق پرورش میں بچے کی بہبودی اور حفاظت کا لحاظ رکھا جائے گا۔ اور حالات کے تقاضے کو نظر انداز نہ کیا جائے گا۔ اور جہاں تک ممکن ہو ماں کو تقدم حاصل ہو گا۔ اگر کوئی مانع موجود نہ ہو۔ اور بعض مواقع میں ایسے حالات پیش آسکتے ہیں کہ بچے کو ماں اور باپ کے درمیان اختیار دینا مناسب ہو گا۔ اور ایسے حالات

---

23 Ībn 'Ābīḍīn. Rāḍḍ āl-Mūḥṭār 'ālā āl-Ḍūrr āl-Mūkḥṭār Ḍārū āl-lfīkār Beīrūṭ: v. 2 P.88

24 Neẓām ūl Ūṣrāḥ wā Ḥāll ū mūṣḥkālāṭūḥā P:402

25 Āl Mūgḥnī v. 9 p.703

26 Neẓām ūl Ūṣrāḥ wā Ḥāll ū mūṣḥkālāṭūḥā P:208

بھی پیدا ہو سکتے ہیں کہ ماں اور باپ کے ہوتے ہوئے ماں کے سلسلے کے دوسرے رشتہ داروں، نانی یاماموں کے زیر پرورش دینا بہتر ہو گا۔ اگر حالات کا تقاضا یہ ہے کہ والدہ کی زیر پرورش دینے سے بچے کو دنیوی یا دینی نقصان پہنچے گا تو اس وقت حاکم عدالت کو بچے کے حق میں بہتر طریقہ کا انتخاب از خود کرنا ہو گا۔ اسی طرح اگر ایسے افراد جن کو اولاً یا ثانیاً بچے کی پرورش کا حق حاصل تھا، موجود نہ ہوں تو خود حاکم کو یہ حق منتقل ہو جائے گا اور پھر حاکم بچے کے عصبات کے علاوہ ایسے رشتہ داروں میں سے کسی کا انتخاب کرے گا جو حتی الامکان بچے کا ذی رحم محرم ہو اور سلسلہ نسب بچے تک عورت کے واسطے سے پہنچا ہو۔[27] چنانچہ محمد بن حسن رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اگر بچے کا چچازاد بھائی ہو اور ماموں بھی تو ایسی صورت میں ماموں کو مقدم سمجھا جائے گا۔ کیونکہ چچازاد بھائی محرم نہیں ہے اور ماموں محرم ہے اور اس کا سلسلہ نسب بچے تک ماں کے واسطے سے پہنچا ہے۔"[28]

حضانت کی ترتیب:

جب ابتداء پرورش ماں کا حق ہے تو فقہاء نے فرمایا کہ ماں قرابت باپ کی قرابت پر مقدم رکھی جائے گی۔ پرورش کے جو حقدار ہیں ان کی ترتیب اس طرح ہو گی پہلے ماں: اگر کوئی رکاوٹ پائی جائے جو اس کو مقدم کرنے میں مانع ہو تو یہ ماں کی ماں (نانی) کی طرف منتقل ہو جائے گی۔ پھر ماں کی بہن، پھر باپ کی بہن، پھر سگی بہن کی بیٹی جو ماں کی بہن کی بیٹی ہے۔ پھر ماں کی سگی خالہ، پھر باپ کی خالہ، پھر باپ کی بہن کی بیٹی، پھر سگے بھائی کی بیٹی، پھر باپ کی بھتیجی، پھر ماں کی سگی پھوپھی، پھر باپ کی پھوپھی، ان میں سے ہر ایک میں سگی مقدم کی جائے گی۔ اگر بچے کے لیے ان محارم میں سے کوئی قریبی عورت موجود نہ ہو یا موجود ہو لیکن وہ پرورش کے اہل نہ ہو تو پرورش محارم عصبات مردوں کو منتقل ہو جائے گی۔[29]

[27] Majmoah qawaneen e islam 3/788
[28] Bada alsana,Alaw al deen Abu bakar bin masood darul kutab alelmiah Beirut,p:4/34
[29] Fīqḥ-ūṣ Ṣūnnāḥ, v. 2 P .290

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 5, No. 1 || January -June 2019 || P. 69-93
https://doi.org/10.29370/siarj/issue8ar1

حضانت کے استحقاق کی شرائط:

- پرورش کی ذمہ داریاں یا محرم رشتوں میں سے کوئی قریبی عورت ہو۔ ماں کی ماں یا بہن وغیرہ۔ جو عورت بچے کی پرورش کی ذمہ دار بنتی ہے اس کے لیے شرط ہے کہ وہ بچے کی تربیت اور اس کے کاموں کو پورا کر سکے۔ اس ذمہ داری کی ادائیگی پر وہ کافی اور قادر ہو۔ یہ قدرت اور کفایت کچھ شروط کے پورا ہونے سے ہی ثابت ہو گی۔ اگر ان میں سے کوئی شرط پوری نہ ہو تو وہ شرط ساقط ہو جائے گی۔ وہ شرطیں یہ ہیں۔
- عقل: ناسمجھ اور مجنون کو پرورش نہ ملے گی۔ وہ دونوں خود اپنے معاملات سلجھانے کی طاقت نہیں رکھتے۔ کسی اور کا معاملہ سلجھانا ان کے سپرد نہ کیا جائے گا۔
- بلوغت: کیونکہ جو صغیر ہے گو سمجھدار ہو اس کو اس فرد کی ضرورت ہو گی جو اس کے معاملات کی نگرانی کر سکے، اس کی پرورش کر سکے۔ لہٰذا نابالغ کسی اور کے معاملہ کا ذمہ دار نہیں ہو سکتا۔
- تربیت پر قدرت: نابینا، کمزور نظر والی، یا ایسی بیماری والی جو اسے اس کی ذمہ داریاں ادا کرنے سے عاجز کر دے۔ عمر میں رسیدہ جس کو خود دوسرے کے خیال کی ضرورت ہو۔ اور نہ ہی ایسی عورت کو پرورش دی جائے گی جو گھر کے کاموں میں غفلت برتتی ہو۔ ان کو اکثر چھوڑ دیتی ہو کہ اس غفلت سے بچے کے ضیاع اور اس کو تکلیف پہنچنے کا ڈر ہو۔ یا کسی متعدی مرض والے مریض کی خدمت گزار ہو یا وہ بچے سے بغض رکھے گو کہ وہ قریب ہو کیونکہ یہاں پورے خیال اور اچھی فضا کی شرط موجود نہیں ہے۔
- امانت واخلاق: کیونکہ بری عورت پر بچے کے حوالہ سے اندیشہ ہے کہ اس پر فریضہ پرورش کی ادائیگی کا بھروسہ نہیں کیا جا سکتا۔ ہو سکتا ہے کہ وہ اس کے طور طریقے اپنا لے اور اس کی عادات پر عمل کرے۔ امام ابن القیمؒ نے اس شرط پر بحث کرتے ہوئے فرمایا "درست بات یہ ہے کہ پرورش کنندہ میں عادل ہونے کی شرط نہ ہے گو کہ اصحاب احمدؒ، شافعیؒ نے یہ شرط لگائی ہے۔ یہ شرط بہت دور کی ہے۔ اگر پرورش کنندہ میں عادل ہونا شرط ہو تو دنیا کے بچے ضائع ہو جائیں۔ امت پر بڑی مشقت آجائے گی تنگی آجائے گی۔ جب سے اسلام آیا ہے تا قیامت فاسقوں کے بچے ہوتے رہیں گے۔ دنیا میں ان کو کون سنبھالے گا باوجودیکہ وہ اکثر بھی ہیں۔ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے کسی صحابیؓ نے کسی فاسق کو اپنے بچے کی تربیت اور پرورش سے نہ روکا اور نہ اپنی مولیہ کی شادی کروانے سے عادت اس بات کی گواہ ہے کہ آدمی گو فاسق ہو لیکن اپنی بیٹی کے متعلق احتیاط رکھتا ہے۔ اور اس کو ضائع نہیں کرتا۔ وہ اس کے لیے بقدر جہد

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 5, No. 1 || January -June 2019 || P. 69-93
https://doi.org/10.29370/siarj/issue8ar1

بہتری کا شوق رکھتا ہے اگر فاسق سے پرورش اور ولایت نکاح چھین لی جاتی توامت کے لیے اس کا بیان اہم امور میں سے تھا امت اس کو آگے پہنچانے کا اہتمام کرتی حالانکہ ایسا نہیں''[30]

- اسلام: مسلمان صغیر کے لیے کافرہ کی پرورش ثابت نہ ہو گی کیونکہ پرورش ایک ولایت ہے اللہ تعالیٰ نے کافر کے لیے مسلمان پر ولایت نہیں رکھی۔ فرمایاوَلَن يَجعَلَ اللهُ لِلكَافِرِينَ عَلَى المُومِنِينَ سَبِيلًا[31] اور اللہ ہر گز کافروں کے لیے مومنوں پر کوئی راہ نہ رکھے گا۔ یہ شادی اور مال کی ولایت کی طرح ہے۔ پرورش کنندہ کی طرف سے بچے کے دین کا خطرہ رہے گا۔ کیونکہ وہ چاہے گی کہ اس کی پرورش اس کے دین پر ہو۔ اس کے دین پر اس کی تربیت ہو، احناف، ابو ثور اور مالکیہ میں سے ابن القاسم کا مذہب ہے کہ پرورش کنندہ کے لیے پرورش ثابت ہو گی وہ کافرہ بھی ہو اور بچہ مسلمان ہو کیونکہ پرورش بچے کی رضاعت اور اس کی خدمت اور یہ دونوں کافرہ کی طرف سے جائز ہیں۔ سوائے اس کے کہ وہ مرتد ہو جائے۔[32] ابو داؤ د اور نسائی نے بیان کیا ہے: ''رافع بن سنان مسلمان ہو گیا اس کی بیوی نے مسلمان ہونے سے انکار کر دیا۔ وہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی کہا میری بیٹی! اس کا دودھ چھڑالیا گیا یا کچھ اس طرح کا لفظ کہا۔ رافع نے کہا: میری بیٹی! نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے رافع سے کہا کہ ایک طرف بیٹھ جاؤ اور کہا کہ بچی کو درمیان میں بٹھاؤ پھر کہا کہ تم دونوں بلاؤ۔ پس وہ بچی اپنی ماں کی طرف مائل ہوئی۔ پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی۔ کہ اے اللہ اس لڑکی کو ہدایت فرما پس وہ اپنے باپ کی طرف مائل ہو گئی۔ چنانچہ رافع نے اس سے بیٹی کو لے لیا۔[33]
- آزادی: جو غلام ہے اسے اپنے مالک کے حق کی مصروفیت ہے اسے بچے کی پرورش کے لیے فراغت نہ ملے گی۔ امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں رہی آزادی کی شرط تو یہ کسی ایسی دلیل پر قائم نہیں ہے جس کی

---

[30] Ībn Qāyyi̇̄m āl-Jāwẓi̇̄yyā, Ṣḥāmṣ āl-Ḍīn Ābū ʿĀbḍ Āllāḥ Mūḥāmmāḍ i̇̄bn Ābī Bākr i̇̄bn Āyyūb āl-Ẓūrʿī Ẓāḍ āl-Mā'āḍ Mūāṣṣāṣāḥ āl-Ri̇̄ṣālāḥ: v: 4 p: 521

[31] *Al-Quran (4): 141*

[32] Fi̇̄qḥ-ūṣ Ṣūnnāḥ, v:2 p. 392

[33] Āl-Bāyḥāqi̇̄, bū Bākr Āḥmāḍ i̇̄bn Ḥūṣāyn Ībn 'Ālī i̇̄bn Mūṣā Ṣūnān āl Kūbrā v:3 P. 8

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 5, No. 1 || January -June 2019 || P. 69-93
https://doi.org/10.29370/siarj/issue8ar1

طرف دل مائل ہو۔ آئمہ ثلاثہ کے اصحاب نے اسے شرط بنایا ہے۔ جب کہ مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اس آزاد کے متعلق فرمایا جس کا لونڈی سے بچہ ہو۔ ماں اس کی زیادہ حقدار ہے الا یہ کہ وہ بیچ دی جائے۔ اگر وہ منتقل ہو جائے تو باپ اس کا زیادہ حقدار ہے یہی بات درست ہے۔"[34]

حضانت کا معاوضہ:

پرورش کی اجرت رضاعت کی اجرت کی طرح ہے۔ ماں اس کی حق دار نہیں ہوتی جب تک وہ بیوی یا معتدہ ہو۔ کیونکہ اگر وہ بیوی یا معتدہ ہو تو اس کو زوجیت یا عدت کا خرچہ ملے گا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ وَالوَالِدَاتُ یُرضِعنَ اَولَادَھُنَّ حَولَینِ کَامِلَینِ لِمَن اَرَادَ ان یُتِمَّ الرَّضَاعَةَ وَعَلَی المَولُودِلَه رِزقُھُنَّ وَکِسوَتُھُنَّ بِالمَعرُوفِ[35] اور مائیں اپنے بچوں کو دو سال کامل دودھ پلائیں گی اس شخص کے لیے جو ارادہ کرے کہ رضاعت کو کامل کرے اور جس کا بچہ ہے اس مرد پر ان عورتوں کا رزق اور ان کا لباس مناسب طریقہ سے لازم ہے۔ رہاعدت گزارنے کے بعد وہ اجرت کی حقدار ہو گی جس طرح رضاعت کی اجرت کی حقدار ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: فَانفِقُوا عَلَیھِنَّ حَتّٰی یَضَعنَ حَملَھُنَّ فَاِن اَرضَعنَ لَکُم فَاٰتُوھُنَّ اُجُورَھُنَّ وَاتَمِرُوا بَینَکُم بِمَعرُوفٍ وَّان تَعَاسَرتُم فَسَتُرضِعُ لَه اُخرٰی[36] تو تم ان پر خرچ کرو حتیٰ کہ وہ اپنا حمل وضع کریں۔ پس اگر وہ تمہارے لیے پرورش کریں تو تم ان کو ان کے اجر دے دو اور آپس میں مناسب مشورہ کر لو اور اگر تم باہم تنگی کرو گے تو عنقریب اس کی دوسری عورت پرورش کرے گی۔

حضانت کی اجرت رضاعت کی طرح باپ پر واجب ہے۔ اگر صغیر کا اپنا مال نہ ہو۔ اگر بچے کا باپ موجود نہ ہو تو اقرباپر اس کی اجرت لازم ہو گی فقہاء لکھتے ہیں "ان اجرۃ الحضانۃ فی مال المحضون ان کان لہ مال، والا فاجرۃ الحضانۃ علی ابیہ، ثم علی من تلزمہ نفقتہ"([37]) اگر حاضنہ ماں کے علاوہ کوئی اور ہو تو پرورش کے وقت سے اجرت کی حق دار ہو گی جیسے وہ دایہ ہوتی ہے جو صغیر کی رضاعت کے لیے اجرت پر مقرر کی جاتی ہے۔ جس طرح باپ پر پرورش کی اجرت اور

---

[34] Żāḍ āl-Mā'āḍ v.4 p.621
[35] *AL-Quran (4)342*
[36] *AL-Quran (6): 56*
[37] Ībn 'Ābiḍīn Rāḍḍ āl-Mūḥṭār 'ālā āl-Ḍūrr āl-Mūkḥṭār v:2 P :778

رضاعت کی اجرت واجب ہے۔ اسی طرح اس پر گھر یا اس کی تیاری کی اجرت بھی واجب ہے جب ماں کے پاس اس کی ملکیت کا گھر نہ ہو جہاں بچے کی پرورش کرے۔ اسی طرح اس پر خادم کی یا اس کو حاضر کرنے کی اجرت واجب ہے۔ جب اسے خادم کی ضرورت پڑے اور باپ مالدار ہو۔ یہ بر خلاف بچے کے کھانے، لباس، بستر، علاج وغیرہ خرچوں کے ہے کہ یہ اس کی وہ ضروریات ہیں جن کے بغیر رہا نہیں جا سکتا۔ جب پرورش کنندہ پرورش کا کام شروع کر دے اس وقت سے یہ اجرت واجب ہو گی یہ باپ کے ذمہ قرض ہو گا جو ادائیگی یا رضامندی کے بغیر ختم نہ ہو گا۔"[38]

حضانت کی اجرت میں تبدیلی:

اگر بچے کے اقربا میں کوئی ایسا ہو جو پرورش کا اہل ہے وہ پرورش بلا اجرت کرتا ہے جبکہ ماں اجرت کے بغیر پرورش سے انکار کرتی ہے باپ اگر مالدار ہو اس کو ماں کو اجرت دینے پر مجبور کیا جائے گا۔ بچہ خیرات دینے والے کو نہ دیا جائے گا بلکہ وہ اپنی ماں کے پاس رہے گا کیونکہ ماں کی پرورش اس کے لیے زیادہ اچھی ہے جبکہ باپ بھی اجرت دینے پر قادر ہے یہ حکم بدل جائے گا جب باپ تنگ دست ہو۔ وہ بلا اجرت پرورش کرنے والے کو دے دے گا۔ کیونکہ وہ تنگدستی کی بنا پر اجرت کی ادائیگی سے عاجز ہے۔ اور ایسا شخص بھی اقربا میں سے موجود ہے جو بلا اجرت پرورش کرنے پر تیار ہے۔ جب بچے کا مال ہو اس میں سے اس پر خرچ کر لیا جائے گا۔ بچہ نیکی کرنے والی کو دیا جائے تاکہ ایک طرف اس کا مال محفوظ ہو اور دوسری طرف یہ ہے کہ اس کے اقارب میں سے وہ موجود ہے جو اس کی پرورش کرے۔ جب باپ تنگدست ہو اور بچے کا مال بھی نہ ہو اس کی ماں اجرت کے بغیر اس کی پرورش سے انکار کرے اس کے محارم میں سے بھی کوئی نہ ملے جو اس کی پرورش کی نیکی کرے پھر ماں کو اس کی پرورش پر مجبور کیا جائے گا اور اجرت باپ پر قرض ہو گی جو ادائیگی یا معافی کے بغیر ساقط نہ ہو گی[39]

گھر کا کرایہ:

اگر بچے کو پالنے والی خاتون اس کے والد کے گھر رہ رہی ہے یا اپنے ذاتی گھر میں ہے تو کرایہ طلب نہیں کر سکتی لیکن اگر بچے کو پالنے والی خاتون کا اپنا کوئی ذاتی مکان نہیں اور اس کو مکان کرایہ پر لے کر رہائش رکھنی پڑے گی تو کرایہ اس شخص پر لازم ہو گا جس پر بچے کا خرچہ لازم ہے۔

---

[38] Fīqḥ-ūṣ Ṣūnnāḥ: v. 2 p. 492
[39] Fīqḥ-ūṣ Ṣūnnāḥ

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 5, No. 1 || January -June 2019 || P. 69-93
https://doi.org/10.29370/siarj/issue8ar1

پاکستان کے رائج الوقت قوانین میں حق حضانت:

ہمارے ملک کی عدالتوں میں حضانت کے سلسلے میں بنیادی قاعدہ "Welfare of the minor" (Guardian and Ward Act 1925,) کو بنیاد بنایا ہے۔اجنبی سے نکاح ثانی کر لینے کی صورت میں زوجہ کے حقِ حضانت کی محرومی کے سلسلے میں ہمارے ملک کی اعلیٰ عدالتوں نے متعدد فیصلے دیئے ہیں جن کا ذکر مسئلہ کو سمجھنے میں مدد دے گا۔ بمقدمہ محمد بشیر بنام غلام فاطمہ جسٹس کیکاؤس نے فیصلہ دیا کہ بیوہ عورت کے نکاح ثانی کی صورت میں شوہر ثانی کا نابالغ کا بذریعہ قرابت محرم ہو ناضروری ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جس پر یہ قاعدہ قائم ہے کہ عورت حق حضانت کھو دیتی ہے جب کہ وہ ایک اجنبی سے نکاح کرے۔ یہ کہنا کہ دوسرا شوہر جوں ہی اس عورت سے نکاح کرتا ہے اور تعلق زن اشوئی قائم ہو جاتا ہے۔ وہ شوہر اس نابالغ کے محرم کے درجے میں آجاتا ہے درست نہ ہو گا اور عورت کا حق حضانت محفوظ نہ رہ سکے گا۔ جسٹس کیکاؤس نے مقدمہ بالا میں مزید قرار دیا کہ اگرچہ ماں اپنے نابالغ بچے کا (قانونی) حق حضانت رکھتی ہے لیکن باپ حقیقی ولی ہوتا ہے اور بچے پر نگرانی اور کنٹرول استعمال کرنے کا حق رکھتا ہے۔ چنانچہ اگر عورت بچے کو ایسی جگہ لے جائے جہاں باپ اس پر اپنی نگرانی اور کنٹرول نہیں رکھ سکتا تو ماں بچے کے حقِ حضانت کو کھو دیتی ہے۔"[40]

جسٹس کیکاؤس نے ایک اور مقدمے نیاز بی بی بنام فضل الٰہی میں یہ قرار دیا کہ بالعموم عورت کا حق حضانت اس بناء پر ختم نہیں کیا جا سکتا کہ اس کے پاس بچے کی پرورش کے لیے سرمائے کی کمی ہے۔ اسلامی قانون اس امر کو عورت کی نااہلیت بسلسلہ حضانت تصور نہیں کرتا۔ بلکہ ہم کو یہ تصور کرنا ہو گا کہ نابالغ کا مفاد اسی شخص کی زیر حضانت رہنے میں ہے جس کو اسلامی قانون قرار دیتا ہے تاآنکہ اس کے خلاف امر ثابت نہ ہو۔[41]

بمقدمہ خوشی محمد بنام محمد النساء جسٹس شبیر احمد و جسٹس بشیر احمد نے قرار دیا کہ "حضانت کے معاملے میں نابالغ کی بہبود کو فوقیت حاصل ہے۔ شخصی قانون کے تحت عام اصولوں سے انحراف محض اس صورت میں ہونا چاہیے جب کہ یہ خیال ہو کہ نابالغ ایک ایسے فائدے سے محروم ہو جائے گا جو زیادہ بنیادی نوعیت کا ہے۔

---

[40] PLD 1953, Lahore, P:73
[41] PLD 1953, Lahore, P:442

Vol. 5, No. 1 || January -June 2019 || P. 69-93
https://doi.org/10.29370/siarj/issue8ar1

ہماری عدالتوں کا یہ نقطہ نظر کہ حضانت کے معاملے میں ''بچے کی بہبود'' کا تصور ایک فیصلہ کن حیثیت رکھتا ہے، شرع اسلام کے عین مطابق ہے لیکن اس سلسلے میں یہ امر ملحوظ رکھنا ہو گا کہ بچے کی بہبود کا تصفیہ جج کے موضوعی (Subjective) اندازِ نظر پر نہیں چھوڑا جا سکتا۔ اس کا تصفیہ معروضی (Objective) طور پر کرنا چاہیے۔ معروضی طور پر تصفیہ کرنے کے لیے شرعی قاعدہ کا لحاظ رکھا جائے گا۔ کیونکہ شرعی قاعدہ کے بارے میں یہ تسلیم کرنا ہو گا کہ اس کا اطلاق بچہ کی بہبود میں ہے الا یہ کہ حالاتِ مقدمہ اس کے متقاضی ہوں کہ ایک شرعی قاعدہ کو چھوڑ کر دوسرا شرعی قاعدہ (یعنی بچے کی بہبود کا خیال) اختیار کرنا انسب ہے۔ مثال کے طور پر یہ ایک شرعی قاعدہ ہے کہ عورت کا ایک ایسے اجنبی مرد سے نکاحِ ثانی کرنا جو بچے کا محرم نہ ہو اس کے حقِ حضانت سے محرومی کا موجب ہو گا لیکن دوسرا شرعی قاعدہ یہ ہے کہ ''حضانت کا مدار بچے کی منفعت پر ہے'' چنانچہ اگر حالات مقدمہ کے تحت عدالت اس نتیجے پر پہنچے کہ دوسرے قاعدے کے اتباع میں پہلے قاعدے سے صرف نظر کرنا چاہیے تو ایسا کرنا شرع کے مطابق ہو گا۔ چنانچہ ہماری عدالتوں کا یہ نقطہ نظر کہ اگر حالاتِ مقدمہ کے پیش نظر بچے کی بہبود اسی میں ہو کہ وہ ماں کے پاس رہے تو (محض کسی عورت کا اجنبی مرد سے نکاح (ثانی) کر لینا اس کے حقِ حضانت کو ساقط نہیں کرے گا، صحیح ہے۔ بلکہ اس کی تائید خود فقہاء کے اقوال سے بھی ہوتی ہے چنانچہ علامہ ابن عابدین لکھتے ہیں ''اگر حاضنہ عورت کھانے پینے میں شوہر سے علیحدہ ہے اور بیٹا اس عورت کے ساتھ ہے تو اس کو حقِ حضانت حاصل ہے کیونکہ اس مرد کو اس عورت یا بچہ پر کوئی دخل نہیں ہے، بر خلاف اس صورت کے جبکہ حاضنہ اجنبی شوہر کے عیال (زیر پروش) ہو یا اس اجنبی مرد کے ایک اور زوجہ ہو یعنی اس عورت کی سوکن موجود ہو (تو بچہ اس کی ماں کی حضانت سے لے لیا جائے گا)''[42]

پاکستان میں بچوں کی حضانت کے سلسلے میں رائج الوقت قانون گارجین اینڈ وارڈز ایکٹ ۵۲۹۱ء ہے لیکن یہ قانون مسلمانوں کی معاشرتی ضروریات پر پورا نہیں اترتا۔ اس کمی کو ہماری عدالتوں کے فیصلوں نے کسی حد تک پورا کیا ہے۔ البتہ یہ عرض کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اگر ان عدالتی فیصلوں کی روشنی میں اور مسلم ممالک میں رائج الوقت قوانین کی مدد سے حضانت کا ایک جامع قانون مرتب کر کے مقننہ سے منظور کرا لیا جائے تو اس سے مسلمانوں کی عائلی زندگی کے ایک اہم پہلو سے متعلق بہت سی الجھنیں دور ہونے میں مدد ملے گی۔ چنانچہ یہ اصول کہ (حضانت کا مدار بچے کی بہبود پر ہے) اور یہ قاعدہ کہ (عورت کا غیر محرم سے نکاح اس کے حقِ حضانت کو ساقط کر دیتا ہے) واقعات

---

[42] Ībn 'Ābiḍīn, Rāḍḍ āl-Mūḥṭār 'ālā āl-Ḍūrr āl-Mūkḥṭār v. 2 P : 694

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 5, No. 1 || January -June 2019 || P. 69-93
https://doi.org/10.29370/siarj/issue8ar1

وحالات کے پیشِ نظر اپنی اپنی جگہ دونوں صحیح ہیں۔البتہ ان کااطلاق مقدمہ کے مخصوص واقعات کے پیشِ نظر کیاجانا چاہیے۔[43]

حضانت کی میعاد کا خاتمہ:

جب بچہ یا بچی عورت کی طرف سے خدمت کی ضرورت محسوس نہ کریں وہ تمیز اور مستقل مزاجی کی عمر کو پہنچ جائیں تو پرورش ختم ہو جائے گی۔یعنی جب ان میں سے ہر ایک اپنی بہت ضروری حاجتوں کو خود ادا کر سکے کہ وہ اکیلا کھالے،اکیلا پہن لے اور اکیلا اپنی صفائی خود کرلے اس کی انتہا کے لیے کوئی مدت متعین نہ ہے جس پر یہ ختم ہو۔ بلکہ اعتبار تمیز اور ضرورت محسوس نہ کرنے کا ہے۔ جب بچہ تمیز کرنے لگے۔ عورتوں کی خدمت سے بے پرواہ ہو جائے۔اپنی ضروری حاجات کو خود ہی ادا کرنے لگے تو اس کی پرورش ختم ہو جائے گی۔ حنفی مذہب میں فتویٰ اس بات پر ہے کہ پرورش کی مدت ختم ہو جائے گی۔جب لڑکا سات برس پورے کرے اسی طرح لڑکی پر جب نو برس پورے کرلے۔ چھوٹی لڑکی کے لیے انہوں نے زیادہ مدت اس لیے بتائی ہے تاکہ وہ اپنی پرورش کنندہ سے عورتوں کی عادات اپنالے۔"[44] مالکیہ نے لڑکے کے لیے بلوغ اور لڑکی کے لیے تزویج کی شرط لگائی ہے۔امام شافعیؒ نے تمیز وتخیر کی شرط لگائی ہے۔[45] حنابلہ کے ہاں دونوں کے لیے سات سال کی مدت مقرر کی ہے۔[46] ھدایہ میں لڑکی کی مدت حضانت کے بارے میں لکھا ہے کہ ماں اور نانی اس کو بلوغت تک اپنے پاس رکھنے کی زیادہ حقدار ہے۔ کیونکہ پرورش سے بے نیاز ہو جانے کے باوجود وہ آداب النساء سیکھنے کے لیے عورتوں کی محتاج ہے۔"والمراۃ علی ذالك اقدر" اور بلوغ کے بعد اسے حفاظت وصیانت کی ضرورت ہے اور امام محمدؒ کا کہنا ہے کہ حد بلوغ پر پہنچنے پر باپ کے حوالے کر دی جائے گی تاکہ حفاظت کی ذمہ داری احسن طریقے پر ادا ہو سکے۔"[47]

---

[43] Mājmūā Qāwāneen e Īṣlām v.3 P. 907-909
[44] Āl-Ḥīḍāyāḥ v. 2 P. 92
45 Ibn Rushd al-Qurtubi Bidayatul Mujtahid Wa Nihayatul Muqtashid Mākṭābāḥ Qūrān o Ṣūnnāḥ Peṣḥāwār Pākīṣṭān v. 2 P.75
[46] Āl Mūgḥnī: 4167
[47] Āl-Ḥīḍāyāḥ v. 2 P. 92

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 5, No. 1 || January -June 2019 || P. 69-93
https://doi.org/10.29370/siarj/issue8ar1

تکمیل حضانت کے بعد بچوں کو اپنی مرضی کا حق دینا:

جب بچہ سات برس کو یا تمیز کی عمر کو پہنچ جائے، پرورش ختم ہو جائے۔ اگر باپ اور پرورش کنندہ اپنے میں سے کسی ایک کے پاس رکھنے پر متفق ہو جائیں یہ اتفاق جاری کر دیا جائے گا۔ اگر دونوں اختلاف اور تنازع کریں بچے کو ان دونوں کے درمیان اختیار دے دیا جائے گا۔ وہ ان دونوں میں سے جس کو پسند کر لے وہی اس کا زیادہ حقدار ہے کیونکہ حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ: ایک عورت اللہ کے نبی پاس آئی کہا اے اللہ کے پیغمبر! میرا خاوند میرے بچے کو لے جانا چاہتا ہے جب کہ اس نے مجھے بئرابی عنبہ سے پانی پلایا ہے اور اس نے مجھے نفع دیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تیرا باپ اور یہ تیری ماں ہے، ان میں سے جس کا چاہے ہاتھ پکڑ لے تو اس نے اپنی ماں کا ہاتھ پکڑ لیا وہ اس کو لے کر چلی گئی[48] اسی کے مطابق حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ اور قاضی شریحؒ نے فیصلہ کیا ہے۔ یہی شوافع اور حنابلہ کا مذہب ہے۔ اگر وہ دونوں کو پسند کرے یا کسی کو بھی نہ کرے تو قرعہ اندازی کے ساتھ کسی ایک کے حق میں فیصلہ کیا جائے گا۔ امام ابوحنیفہؒ کہتے ہیں باپ اس کا زیادہ حقدار ہے۔ اختیار دینا درست نہیں کیونکہ اس کی نہ کوئی اپنی بات ہے اور نہ وہ اپنا فائدہ پہچانتا ہے ممکن ہے وہ اس کو پسند کرے جو اس کی تربیت چھوڑتا ہو یہ فساد کا موجب ہو گا۔ اس کی وجہ یہ بھی ہے کہ وہ بلوغت سے نیچے ہے تو اس کو اختیار نہ دیا جائے گا جیسے سات برس سے کم والے کو۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں جب تک اس کے دانت نہ نکل آئیں۔ ماں اس کی زیادہ حقدار ہے۔ یہ بچے کے حوالے سے ہے۔ رہی بچی تو امام شافعیؒ کے نزدیک اسے بچے کی طرح اختیار دیا جائے گا۔ امام ابوحنیفہؒ کہتے ہیں ماں اس کی زیادہ حق دار ہے حتیٰ کہ وہ شادی کرے یا بالغ ہو جائے۔ امام مالک کہتے ہیں ماں اس کی زیادہ حقدار ہے۔ جب تک وہ شادی نہ کرے اور خاوند اس پر داخل ہو۔ حنبلی کہتے ہیں جب نو برس کو پہنچے تو بغیر اختیار دینے کے باپ اس کا زیادہ حقدار ہے۔ جب کہ نو برس تک ماں اس کی زیادہ حقدار ہے شرع میں کوئی عام نص نہ ہے جو مطلقاً والدین میں سے ایک کو مقدم کرے اور نہ ہی بچے کو والدین کے مابین اختیار دینے کی کوئی مطلق نص ہے۔

علماء اس بات پر متفق ہیں کہ ان میں سے ایک مطلق متعین نہ ہو گا بلکہ کوتاہی اور زیادتی کرنے والے کو نیک، محسن اور عادل پر مقدم نہ کیا جائے گا۔ اس میں معتبر حفاظت اور صیانت پر قدرت ہے۔ اگر باپ اس میں غفلت برتنے والا یا اس سے عاجز ہو یا شدید مریض ہو۔ ماں کی حالت اس کے برخلاف ہو تو وہ پرورش کی زیادہ حقدار ہے جیسا

---

[48] Ābū Ḍā'ūḍ, Ṣūlāymān Ībn āl-Āṣḥ'āṭḥ, Ṣūnān Ābū Ḍāwooḍ , kiṭāb ūṭṭālāq H:7722

Vol. 5, No. 1 || January -June 2019 || P. 69-93
https://doi.org/10.29370/siarj/issue8ar1

کہ امام ابن القیمؒ نے فرمایاہے۔ فرماتے ہیں: ''اختیار دے کر، قرعہ کے ساتھ یابذات خود ہم جس کو مقدم کریں تو ہم اسے تبھی مقدم کریں گے جب اس سے بچے کو فائدہ ہو۔''[49] اگرماں باپ کی نسبت زیادہ حفاظت کرنے والی اور زیادہ غیرت والی ہو اسے مقدم رکھا جائے گا۔اس حالت میں قرعہ یا بچے کے اختیار کرنے کو نہ دیکھا جائے گا کیونکہ وہ کمزور عقل والا وہ کھیل و فضولیات کو ترجیح دے گا۔اگراس کی مدد کرنے والا کوئی ملے تو اس کے اختیار کو نہ دیکھا جائے گا وہ اس کے پاس رہے گا جو اس کے لیے زیادہ نفع والا اور زیادہ خیر والا ہو۔ شریعت میں اس کے علاوہ کوئی احتمال نہیں ہے نبی مکرم ﷺ فرماتے ہیں۔ ''بچوں کو سات برس پر نماز کا حکم دو۔ دس برس پر انہیں نماز چھوڑنے پر مارو اور ان کے بستروں کو الگ کردو۔''[50]

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَاراً [51]''اے ایمان والو! تم خود کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ ۔ جس طرح فرماتے ہیں۔ ''ان کو علم دوان کو ادب سکھاؤ اور ان کو سمجھدار بناؤ۔'' اگر ماں اس کو مکتب میں چھوڑ آتی ہے اسے قرآن کی تعلیم دیتی ہے جب کہ بچہ کھیل اور ساتھیوں کی دوستی کو ترجیح دیتا ہے اس کا باپ اس کو یہ موقع فراہم کرتا ہے تو بغیر اختیار دینے اور بغیر قرعہ کے ماں ہی اس کی زیادہ حق دار ہے۔اسی طرح بر عکس بھی۔ جب والدین میں سے ایک بچے کے لیے اللہ اور اس کے پیغمبر کے حکم میں رکاوٹ ڈالے،اسے وہ نہ کرنے دے۔ دوسرا اس کا اہتمام کرنے والا ہو تو وہی اس کا زیادہ حق دار اور اس کے لیے بہتر ہے۔ فرماتے ہیں ہم نے اپنے استاد (یعنی امام ابن تیمیہؒ) کو فرماتے ہوئے سنا: ''کسی حاکم کے پاس والدین نے ایک بچے کا تنازع پیش کیا۔اس نے اسے دونوں کے درمیان اختیار دے دیا۔اس نے اپنے باپ کو اختیار کر لیا اس کی ماں نے اُن سے کہا اس سے پوچھئے کہ یہ اپنے باپ کو کیوں پسند کرتا ہے۔اس نے پوچھا اس نے کہا میری ماں ہر روز مجھے پڑھنے لکھنے کو بھیجتی ہے عالم مجھے مارتا بھی ہے۔ جب کہ میرا باپ مجھے بچوں کے ساتھ کھیلنے کے لیے چھوڑ دیتا ہے حاکم نے اس کا فیصلہ ماں کے لیے کر دیا اور کہا تو اس کی زیادہ حقدار ہے کہتے ہیں۔ ہمارے استاد نے فرمایا: والدین میں سے کوئی اگر بچے کی تعلیم اور وہ معاملہ چھوڑ دے جو اللہ تعالیٰ نے اس پر واجب کیا ہے تو وہ نافرمان ہے اس کی اس پر ولایت نہ ہے بلکہ ہر وہ شخص جو اپنا فریضہ ادا نہیں کرتا تو اس کی کوئی ولایت نہیں ہے۔ یا تو وہ اپنا ہاتھ ولایت سے اٹھا

[49]Ẓāḍ āl-Mā'āḍ v. 4 P. 130
[50] Ābū Ḍā'ūḍ, Ṣūlāymān Ībn āl-Āṣḥ'āṭḥ, Ṣūnān Ābū Ḍāwooḍ , Kitab ulsalat H:275
[51] Al-Quran (6): 66

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 5, No. 1 || January -June 2019 || P. 69-93
https://doi.org/10.29370/siarj/issue8ar1

لے اور اسے مقرر کر دیا جائے جو فریضہ کو ادا کرے یا اپنے ساتھ اسے ملا لے جو اس کے ساتھ فریضہ کو ادا کر سکے۔ کیونکہ مقصد حسب امکان اللہ اور اس کے پیغمبر ﷺ کی فرمانبر داری ہے۔[52]

امام ابن حزم لکھتے ہیں۔ اگر دینی اعتبار سے ماں اور باپ دونوں ایک ہی مرتبہ کے ہوں تو پھر ماں کا حق مقدم ہو گا جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں اور اگر ماں یانانی دونوں دینی اعتبار سے قابل اعتماد نہ ہوں یا ماں نے کسی ایسے مرد سے شادی کر لی جس کے دینی اعمال قابل بھروسہ نہیں ہیں تو پھر باپ کا حق مقدم ہو گا اور اس کے بعد دادا کا حق ہو گا۔[53] امام کاسانی لکھتے ہیں کہ یہ اختیار اگر دینا بھی ہو تو بلوغ کے بعد ہی حاصل ہو گا۔ اس کی دلیل عمارہ بن ربیعۃ المخزومی کی وہ روایت ہے جس میں وہ کہتے ہیں کہ میرے والد بحرین جہاد کے لئے گئے اور وہاں قتل کر دیئے گئے تو میرے چچا مجھے لینے کے لئے آ گئے۔ اس پر میری ماں حضرت علیؓ کے ہاں تنازعہ لے گئیں اور میرے ساتھ میرا چھوٹا بھائی بھی تھا۔ حضرت علیؓ نے مجھے تین باتوں کا اختیار دیا جس پر میں نے اپنی ماں کو اختیار کر لیا۔ اس پر میرے چچا نے رضامند ہونے سے انکار کر دیا جس پر حضرت علیؓ نے اسے اپنے ہاتھ سے گھونسا مارا اور اپنے کوڑے سے اسے پیٹا اور کہا کہ اگر یہ چھوٹا بھی بالغ ہو گیا تو اسے بھی اختیار دے دیا جائے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ بچہ کو اختیار کا حق بالغ ہونے کے بعد ہی حاصل ہوتا ہے۔[54] بچہ دونوں کو اختیار کرلے تو پھر قرعہ اندازی کی جائے گی، کیونکہ بیک وقت ان دونوں کے لئے اس کی کفالت کرنا ممکن نہیں۔ اسی طرح اگر وہ کسی ایک کو بھی پسند نہ کرے تب بھی قرعہ اندازی کی جائے گی کیونکہ اسے تنہا چھوڑا نہیں جا سکتا، جب تک کہ وہ بالغ نہ ہو جائے۔''[55] امام مالک کہتے ہیں کہ بچہ کو نقصان نہیں پہنچنا چاہیے اور بچہ کے حق میں یہ دیکھنا چاہیے کہ کون اس کی بہتر حفاظت کر سکتا ہے''[56]

علیحدگی کے بعد بچوں کی حیثیت:

شافعیہ کہتے ہیں اگر لڑکا ہو وہ اپنی ماں کو اختیار کرلے وہ اس کے پاس رات کو رہے گا جب کہ باپ اسے دن کو سکول یا کام پر لے جائے گا کیونکہ مقصد بچے کا فائدہ ہے اور بچے کا فائدہ اسی میں ہے جو ہم نے بتایا ہے کہ اگر وہ باپ کو

---

[52] Fīqḥ-ūṣ Ṣūnnāḥ: v. 2 P. 992
[53] Kīṭāb āl-Mūḥāllā bī'l Āṭḥār p:323-423
[54] Bāḍā'ī' ālṢānā p:43-44
[55] Āl Mūgḥnī, v. p: 516-612
[56] Gylānī , Mānāẓīr Āḥṣān Āl-Mūḍāwwānā āl-Kūbrā- Mākṭbāḥ Rāṣḥeeḍīāḥ Lahore, v:5 p. 93

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 5, No. 1 || January -June 2019 || P. 69-93
https://doi.org/10.29370/siarj/issue8ar1

اختیار کرتا ہے دن رات اس کے پاس رہے گا لیکن وہ اسے ماں سے ملنے سے نہ روکے گا۔ کیونکہ اس سے روکنے میں قطع رحمی اور عقوق پایا جاتا ہے۔ اگر بچہ بیمار ہو جائے اس کی تیمارداری کی ماں زیادہ حق دار ہے کیونکہ وہ مرض کی وجہ سے اس چھوٹے بچے کی طرح ہو گیا ہے جسے اپنا خیال رکھنے والے کی ضرورت ہے تو ماں اس کی زیادہ حقدار ہے۔ اگر وہ لڑکی ہو وہ دونوں میں سے ایک کو اختیار کر لے وہ اس کے پاس رات دن رہے گی۔ لمبی چوڑی ملاقات کے علاوہ ملاقات سے اسے دوسرے سے روکا نہ جائے گا۔ کیونکہ زوجین کی علیحدگی ایک کے گھر میں دوسرے کے حوالہ سے تفصیلی ملاقات سے مانع ہے۔ اگر وہ بیمار ہو جائے ماں اپنے گھر میں اس کی تیمارداری کا زیادہ حق رکھتی ہے۔ اگر والدین میں سے ایک بیمار ہو جائے بچہ دوسرے کے پاس ہو۔ اسے اس کی عیادت اور موت پر پہنچنے سے نہ روکا جائے گا جیسا کہ ہم بتا آئے ہیں۔ اگر وہ ایک کو اختیار کر لیتا ہے اس کے سپرد کر دیا جائے گا۔ پھر دوسرے کو اختیار کر لیتا ہے تو اس کی طرف لوٹا جائے گا کیونکہ اختیار اس کی خواہش پر ہے کبھی ایک کے پاس رہنے کی خواہش ہوتی ہے اور کبھی دوسرے کے پاس رہنے کی۔ جو اس کی خواہش ہے اس کی پیروی کی جائے گی جیسے کھانے اور پینے میں اس کی خواہش کی پیروی کی جائے گی۔

بچوں کی اقامت:

امام ابن القیمؒ فرماتے ہیں: اگر ان میں سے کسی کو سفر کی حاجت ہے کہ پھر لوٹ آئے گا جب کہ دوسرا مقیم ہے تو وہی اس کا زیادہ حقدار ہے کیونکہ چھوٹے بچے کے ساتھ سفر (خاص طور پر جب وہ دودھ پیتا ہو) اس کو نقصان پہنچاتا ہے اور اس کو ضائع کرتا ہے۔ اسی طرح علماء نے مطلق کہا ہے سفر حج کو دیگر سے مستثنیٰ نہیں کیا۔ اگر ان میں سے ایک اس شہر سے دوسرے شہر رہائش کے لیے منتقل ہو۔ شہر اور اس کا راستہ دونوں خوف والے ہوں تو مقیم زیادہ حقدار ہے اور اگر وہ اس کا راستہ دونوں امن والے ہوں تو اس میں دو قول ہیں یہ دونوں ہی امام احمدؒ سے مروی ہیں۔

پہلا: پرورش باپ کا حق ہے تاکہ بچے کی تربیت، تہذیب اور تعلیم ممکن ہو سکے یہ قول امام مالک، امام شافعی رحمہا اللہ کا ہے اور شریح نے اس کے مطابق فیصلہ کیا۔

دوسرا: ماں اس کی زیادہ حق دار ہے۔ یہاں تیسرا قول بھی ہے کہ اگر باپ منتقل ہو رہا ہے تو ماں اس کی زیادہ حق دار ہے اگر وہ اس شہر میں منتقل ہوتی ہے جہاں نکاح کی بنیاد ہے تو وہ اس کی زیادہ حقدار ہے۔ اگر وہ اور شہر کی طرف منتقل ہوتی ہے تو باپ اس کا زیادہ حقدار ہے۔ یہ امام ابو حنیفہؒ کا قول ہے۔ امام ابو حنیفہؒ سے انہوں نے ایک اور روایت بھی بیان کی ہے کہ: اگر عورت کا نقل کرنا شہر سے گاؤں کی طرف ہو تو باپ زیادہ حق دار ہے اگر شہر سے شہر کی طرف ہو

تو ماں ہی زیادہ حق دار ہے۔ یہ تمام اقوال جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں ان پر کوئی دلیل نہ ہے جو دل کو مطمئن کر دے۔ درست بات بچے کے لیے زیادہ فائدہ کو سوچنا اور احتیاط کو اپنانا ہے۔ نیز اقامت یا منتقل ہونے میں زیادہ نفع والا کیا ہے۔ ان میں سے جو زیادہ نفع والا، زیادہ صیانت والا اور زیادہ حفاظت والا ہو وہ ملحوظ رکھا جائے گا۔ اقامت یا منتقل ہونے کا کوئی اثر نہ ہے۔ یہ سب تب ہے کہ جب نقل مکانی سے ایک کا مقصد دوسرے کو تکلیف دینا اور اس سے بچہ چھیننا نہ ہو۔ اگر یہ ارادہ ہو تو اس کی بات نہ مانی جائے گی۔[57]

حق پرورش کی محرومی کے بعد بحالی میں فقہاء کا اختلاف:

امام مالک کا نقطہ نظر یہ ہے:

جس عورت کا حق پرورش دوسری شادی کی وجہ سے ختم ہو گیا ہو، اگر وہ پھر سے اپنے دوسرے شوہر سے علیحدہ ہو جاتی ہے تو اسے یہ حق دوبارہ حاصل نہ ہو گا، اسی طرح اگر وہ بغیر کسی عذر کے اپنا حق پرورش خود ختم کرا دیتی ہے تب بھی اسے یہ حق دوبارہ حاصل نہ ہو گا۔ اور اگر اس کا حق کسی عذر کی بناء پر ختم ہوا تھا جیسے کسی بیماری کی وجہ سے، مکان پرورش کے غیر محفوظ ہونے کی وجہ سے اور پھر یہ عذر زائل ہو گیا تو وہ اپنا یہ حق دوبارہ حاصل کر سکتی ہے۔[58]
امام ابو حنیفہ اور امام شافعی کی رائے یہ ہے کہ اسے پرورش کا حق حاصل ہو جائے گا۔ اگر بچہ کی ماں کو اس کے اس دوسرے شوہر نے بھی طلاق دے دی تو پھر وہ بچہ کی پرورش کی دوبارہ حقدار بن جائے گی، یہی امام ابو حنیفہ اور امام شافعیؒ کی رائے ہے۔

امام مالک کہتے ہیں کہ اس کو دوبارہ حق پرورش حاصل نہ ہو گا کیونکہ نکاح سے اس کا یہ حق ایک مرتبہ باطل ہو چکا ہے۔[59] ہماری دلیل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حق صرف دوسری شادی کی وجہ سے باطل ٹھہرایا تھا اور جب یہ شادی ختم ہو گئی تو اس کا حق پہلے کی طرح بحال ہو جائے گا۔[60]

---

[57] Fiqh-ūṣ Ṣūnnāḥ,v. 2 P 992
[58] Āli bin Mūḥāmmāḍ bin Āli ، Āl ṣḥārāḥ āl Ṣāgḥeer Ḍār ūl kūṭāb āl ilmiyāḥ Beirūṭ v:2 p.367
[59] Āl ṣḥārāḥ āl Ṣāgḥeer,v:2 p. 367
[60] Āl Kḥālāf Ābḍūl Māṭloob Āl Bāḍrāni Ḍār ūl kūṭāb āl ilmiyāḥ Beirut, v:3 p. 38

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 5, No. 1 || January -June 2019 || P. 69-93
https://doi.org/10.29370/siarj/issue8ar1

خلاصہ:

الغرض والدین کا کوئی نعم البدل نہیں بچوں کی شخصیت کی تعمیر و ترقی اور کامیابی میں ماں اور باپ دونوں کا بہت بڑا ہاتھ ہوتا ہے بد قسمتی سے علیحدگی کی صورت میں بچوں کو دو پلڑوں میں ڈالا جاتا ہے جو اس کے معصوم جذبات کو کچل کر رکھ دیتے ہیں تاہم کوئی ایسی سبیل یا راہ نکالی جائے کہ جس میں بچے کو کم از کم نقصان ہو علیحدگی کی صورت میں ماں کو بچے کی پرورش کا حق مرد کے مقابلے میں زیادہ دیا گیا ہے کیونکہ اس سے بڑھ کر بچے سے کوئی محبت نہیں کر سکتا ماں کے ہاتھ اور ماں کا لمس بچے کے لئے دنیا کی نعمتوں سے بڑا ہے کیونکہ بچہ ماں کے جسم کا حصہ تھا ماں کے دودھ میں شفاء ہے بچے کو بلا وجہ ماں سے محروم نہ کیا جائے آپس کے جھگڑوں اور اختلاف کو پس پشت ڈال کر بچوں کی بہتری کو مد نظر رکھا جائے اگر رضامندی ہو جائے تو بچہ اپنی مرضی سے جس کے پاس جانا چاہے وہی اپنا لے لیکن اگر دونوں اپنی بات پر ڈٹے رہیں تو بیٹا 7 سال کی عمر تک ماں کے پاس رہے گا 7 سال بعد بیٹا باپ کے حوالے کر دیا جائے گا جبکہ بیٹی سن بلوغت تک ماں کے پاس رہے گی اور پھر نکاح کے لئے والد کے سپرد کر دی جائے گی۔

سفارشات:

- نکاح کے بعد زوجین کی جدائی کا سب سے زیادہ اثر بچوں پر پڑتا ہے زوجین کے لئے خود بھی ع علیھدگی کو برداشت کرنا خاصا مشکل ہے اسی لئے بچوں کو والدین میں سے ایک کی محرومی کو برداشت کرنا مشکل ہوتا ہے سب سے تکلیف دہ کام بچوں کو پالنے کا ہوتا ہے سب سے زیادہ ڈر یہ ہوتا ہے کہ بچوں پر اس کے برے اثرات نہ پڑیں۔
- جدائی کے بعد زوجین نفسیاتی طور پر پریشان ہوتے ہیں انہیں اپنا رویہ درست رکھنا چاہیے۔
- ہمارے معاشرتی نظام میں مطلقہ عورتوں کو بہت مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے بچوں سے پہلے اپنے آپ کو سنبھالے اور اس چیز کو قبول کر لیں اپنی سوچ اچھی رکھیں بچوں کی خاطر جینا ہو گا، کیونکہ بچوں کو دونوں کی ضرورت ہوتی ہے خود بھی اچھے اور نیک کام کریں اور بچوں کو بھی مصروف رکھیں تاکہ ان میں منفی سوچ پیدا نہ ہو اپنے کھانے پینے اور آرام کا خیال رکھیں۔
- بچوں کو بتائیں کہ ان کے والدین کی جدائی میں ان کی کوئی غلطی نہیں یہ سب ہم دونوں کی غلطیوں کی وجہ سے ہوا لیکن ہم کوشش کریں گے کہ آپ لوگوں کو نقصان نہ ہو بچوں کو زیادہ وقت دیں ان کے تمام

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 5, No. 1 || January -June 2019 || P. 69-93
https://doi.org/10.29370/siarj/issue8ar1

سوالوں کے جوابات دے کر مطمئن کرنے کی کوشش کریں بچوں کو اپنی رائے کی اظہار کرنے کا موقع دیں ان کی پسند کا خیال رکھیں،

- والدین کو چاہیے کہ بچوں کو ایک دوسرے کے خلاف نہ بھڑکائیں فساد نہ ڈالیں نہ ایک دوسرے کی مخالفت کریں کیونکہ اس طرح ان کی شخصیت متاثر ہوتی ہے کیونکہ بچے اپنے والدین کی برائی برداشت نہیں کر سکتے بچوں کی زندگی میں نانانانی دادادادی خالہ اور پھوپھی وغیرہ کو شامل کردیں۔
- بچے کو ماں اور باپ دونوں سے ملنے پر پابندی نہ لگائیں جب ایک دوسرے سے ملیں تو آپ خوش ہوں اپنی پریشانی بچوں پر مسلط نہ کریں۔
- بچوں کو اچھے کاموں میں مشغول رکھیں بچوں کو زیادہ وقت دیں انہیں سیر و تفریح کروائیں ان کی خواہشات کا خیال رکھیں انکی بات سنیں مشکلات سے بھاگنے کے بجائے اسکا سامنا کریں جدائی کو قبول کرنا مشکل کام ہے، لیکن اگر ایسا ہو جائے تو کوشش کریں عقل سے کام لیتے ہوئے بچوں کی اچھی پرورش تعلیم و تربیت کریں اس طرح آپ اور بچے بہتر زندگی گزار سکیں گے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial-ShareAlike 4.0 International (CC BY-NC-SA 4.0)